سنہ ۱۳۰۹

فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

بحمد اللہ والمنۃ کہ درین زمان میمنت اقتران در
اوراق سعادت توامان این کارنامہ نادر وقائع عجیبہ و غریبہ

تواریخ عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مؤلفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری بعد نظر ثانی و تصحیح تمام
جناب مولوی امجد علی صاحب اوب دہلوی سلمہ اللہ القوی

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد

قیمت فی جلد ۔ جلد ۱۰۰۰ ۔ ۱۰۱

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ مصروف رہے اُس سے فارغ ہوکر سفرِ جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبد الحیٰ صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیبِ ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان مین روانہ کردیا گیا اسوقت سید صاحب کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد و چاندماری اور گھوڑ دوڑ ہوا کرتی تھی اب بجائے صوفی و درویش ہر شخص سپاہی بنگیا تسبیح کی عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جُبّہ کی جگہ چُست انخالق اور ہتھیار سر بند لباس ہوگیا جن لوگون نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُنکو سخت حیرت تھی۔ ان دنون مین جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیئے لیکر آتا تو اکثر ہتھیار یا گھوڑے ہوتے تھے۔ انہی دنون مین شیخ فرزند علی صاحب غازی پور جمنیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سے وردی کے کپڑے اور بیالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے۔ اور سب سے عجیب تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ امجد نام اُنکا ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو اُنھون نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہِ خدا مین نذر کرکے سید صاحب کے حوالہ کردیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ جہاد مین لیجائے اور تیغ کفار سے اسکی قربانی کرائیے۔ اسوقت ہر شہر و قصبہ و گانو و اقعہ برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھون پر جہاد کرنیکا وعظ ہوتا تھا۔ مگر براہ دُور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس اعظم الہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھون کی اطلاع دی گئی تھی جسکے جواب مین صاحب ممدوح نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری مین کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہین اسکے بعد جب سید صاحب ملک یاغستان مین پہونچکر سکھون سے جہاد مین مصروف تھے اُسوقت ایک ہنڈوی ساتھ ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی ملک پنجاب مین وصول نہ ہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعوٰی عدالت دیوانی مین دائر ہوکر ڈگری ہوا اور پھر ہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائی کورٹ) آگرہ مین بھی حکم ڈگری بحق مدعی بحال رہا +

مولوی مرتضٰی خانصاحب لکھتے ہین کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے تو اُنکی غیبت مین مراقبہ وحدانیت مین مجھکو بہت خلجان ہوا کرتا تھا الحاد کی نوبت پہنچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے ترک کرنیکا بھی مجھے اختیار نہ رہا تھا۔ رامپور وغیرہ کے سب صوفیون اور درویشون سے اُس خلجان کا علاج پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی۔ ایک باکمال درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ خانصاحب

اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے اور وجہہ قرآن و حدیث مین آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے۔ اور دوسری بات انمین یہ ہے کہ کعبہ عوام کے واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسکہ فرمایا ہے مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگون کے) سو وہان اور طواف کرنے سے گناہ دُور ہوتے ہین اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے جو عوام کو نصیب نہین۔ پس اُس نسبت کو اسطرح پر سمجھنا چاہئے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد کے انوار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہین تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہو کر ذوق شوق سے بیقرار ہو جاتا ہے پس مرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چومے مرشد اُسکا شوق و ذوق دیکھکر اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ بیقرار دست بوسی کر کے اپنی تسکین کر لے۔ اسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف مین مشغول ہوتے ہین تو اُنکا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہے وہ لوگ اُسوقت حجر اسود کا بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہین ؛

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھون سے جہاد کرنیکو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنی دور سکھون پر جہاد کرنیکو کیون جاتے ہو انگریز جو اس مُلک کے حاکم ہین وہ دین اسلام سے کیا منکر نہین ہین گھر کے گھر مین اپنے جہاد کر کے مُلک ہندوستان لے لو یہان لاکھون آدمی آپکا شریک اور مددگار ہو جاویگا کیونکہ سیکڑون کوس سفر کر کے سکھون کے مُلک سے پار ہو کر افغانستان مین جانا اور وہان برسون رہکر سکھون سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہین کر سکتے۔ سید صاحب نے جواب دیا کہ کسیکا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہین چاہتے نہ انگریزونکا نہ سکھون کا ملک لینا ہمارا مقصد ہے بلکہ سکھون سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض مذہبی ادا کرنیکے مزاحم ہوتے ہین۔ اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز آجائینگے تو ہمکو اُنسے لڑنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانون پر کچھ ظلم اور تعدی نہین کرتی اور نہ اُنکو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم اُنکے ملک مین علانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہین وہ کبھی مانع اور مزاحم نہین ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اُسکو سزا دینے کو تیار ہین ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی و احیاء سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک مین کرتے ہین پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کرین اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گراوین۔ یہ جواب باصواب سُنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی ؛

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ ٹونک مین تشریف رکھتے تھے ایک روز

خیال کرے کہ حق تبارک وتعالی اُسکو جانتا اور دیکھتا ہے اور اپنے تئین خلوت اور جلوت بلکہ ساری حالتون مین تنہا نہ جانے اور اُسکا خیال ایسا ہو جائے کہ گویا اُسکے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص موجود ہے جو علاقہ پدری وعلاقہ تربیت اور ولایت اور علاقہ سلطانی وآقائی وآبائی واُستادی وپیری ونیز علاقہ محبت اُسکے ساتھ رکھتا ہے اور محض قرب جودی پر اکتفا نکرے بلکہ یہ بھی ذہن نشین کرے کہ وہ شخص دیکھکر اور سنکر اطاعت مطیع کی اور اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اُسپر تحسین وآفرین کرتا ہے اور قرب ووجاہت دنیا مین اور ثواب جزیل عقبی مین عطا فرماتا ہے اور گناہ گناہگار کے دیکھکر اُسپر لعنت ونفرین کرتا ہے اور ذلت وخواری دنیا مین اور عذاب شدید عقبی مین کرتا ہے اور نکتہ گیری اور نکتہ نوازی اُسکی شان ہے اور ایقان بقدر اُسپر غالب آئے کہ حال اُسکا مانند اُس شخص کے ہو جائے کہ جسکو کسی نے پکڑکر دریائے ذخار کے اوپر لٹکا رکھا ہے - پس جب وہ شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ مین گرا اور غرق ہوا اور جب آسمان کو دیکھتا ہے تو وہانتک اپنا پہنچنا محال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی سوائے اُس شخص کے کہ جسنے اُسکو لٹکا رکھا ہے کسیکے ہاتھ مین نہین دیکھتا ہے پس تہ دل سے جانتا ہے کہ جبتک وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے امواج بحر ذخار اور گرد باد ہوا مجھکو کچھ ضرر نہین پہنچا سکتی اور جب اُسنے میرا ہاتھ چھوڑا تو میرا ایک چیونٹی اور مکھی اور ایک چھوٹی سی جو دریا اور ایک ہلکا سا جھوکا میری ہلاکت کے لئے کافی ہے - ہیواسطے بزرگان اس طریق نے سلاطین جبابرہ سے باوجود قلت اپنے مددگارون کے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے چنانچہ حضرت موسی اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے اور اس جزو زمان مین جب مقدمہ خادمان سید صاحب عدالت انبالہ وغیرہ مین پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلاخوف ایسی بہادری اور جرأت سے حاکم عدالت کو جواب دیتے رہے کہ جنکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوئے جاتے تھے - پس جب مراقبہ عظمت کا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو توکل کی اصل اور روح اُنکے ہاتھ آجاتی ہے اور بعض بزرگ اس مقام پر پہنچکر اہل خدمات سے مقرر ہو جاتے ہیں - ہمنے یہانتک سلوک راہ نبوت اور سلوک راہ ولایت کا ایک لب لباب آپکی تعلیمات عجیبہ سے منتخب کرکے لکھدیا ہے جسکو زیادہ شوق ہو وہ صراط المستقیم آپکے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے ۔

حصۂ سوم

اب ہمین آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنیکے بعد آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارنامون کا ذکر شروع کرتا ہون ناظرین نے اس سوانح کے شروع (صفحہ ۳) مین پڑھا ہوگا کہ اس سفر جہاد سے سات برس پہلے جب آپنے مقام رامپور چند نوآمد ولائتیون کی زبانی کئی مسلمان عورتون کو سکھون کا زبردستی کافر کرکے اپنی جورو بنا لینے

کا حال سنا تھا اسیوقت بوجہ حمیت اسلامی اور درد ایمانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے
تھے کہ کسیطرح مسلمانان پنجاب کو سکھون کے ہاتھون سے نجات حاصل ہو۔ اب بعد ادائے حج جب کسی قدر
مسلمان آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئے تو آپنے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھون سے جنسے اُسوقت
سرکار انگریزی بھی حتی الامکان بچتی تھی جہاد کرنے اور مسلمانان پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اُسوقت
آپکے ساتھ قریب بیش باڑہ ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہو گئے تھے جنہون نے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانے کا
عہد واثق آپکے ساتھ کر لیا تھا سنہ ۱۲۴۱ ہجری کے شروع مین آپ براہ تھانیسر (جائے ولادت جامع کتاب ہذا)
مالیر کوٹلہ - ممدوٹ - بہاولپور - حیدر آباد سندھ - شکارپور - جاگن - خان گڈھ - درہ ڈھاڈر - درہ بولن -
پشین - قندہار - کابل پھر براہ درۂ خیبر داخل پنجاب ہو کر پشاور آئے اور پشاور سے ہشت نگر واقع ملک یوسف زئی
مین پہنچکر کچھ عرصہ تک موضع خویشگی مین ٹھیرے پھر نوشہرہ کو تشریف لیگئے - مؤرخون نے جو آپکے ہمراہ رکاب
تھے آپکے اس دور و دراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزارہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت
کرکے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن جنگی اقوام
مین سے جو آپکی راہ مین پڑی تھین لاکھون خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئی تھی - جب آپ
اس ملک یوسف زئی مین پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے جس
شتر پر آپ سوار ہو کر وہان پہنچے تھے ہزارہا عورتین اُسکے زین پوش کے جھالر کے تار تبرکاً لیگئین اور جب
تار باقی نرہے تو اُس اونٹ کی پشم کے بال تبرک خلائق لیگئے اور کوئی اونٹ کے پاؤن کے نیچے کی خاک
اپنے سر اور آنکھون کو ملتا تھا - پہلا مقام ہشت نگر مین ہوا جہان تین تین غازیون مین ایک ایک تاملوٹ
غلہ بطور رسد تقسیم ہوا - باوجود اس عسرت کے پھر بھی ہر شخص نہایت شادان و فرحان تھا - سید صاحب نے
جماعت مجاہدین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نکرو وہ پیدا کرنیوالا خزانۂ
غیب سے تمکو برابر روزی پہنچائیگا - بوقت شب شعار مقرر ہو کر ہر ایک سردار کو اُس سے اطلاع دیگئی سب غازی
بلا امتیاز مراتب مثل پروانہ آپکے گرد اگرد بستر کرکے سو رہے بوقت تہجد سارے لشکر نے اُٹھکر نماز پڑھی
اور حضرت کی دعا مین شریک ہوئے بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان برادر خورد امیر دوست محمد خان
بہت سے آدمیون کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوا ٭

جب آپکے ارادے اور جمعیت لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہنچی تو سردار بدھ سنگھ مع دس ہزار لشکر کے
آپکے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا - اس سردار نے بمقام اکوڑہ جو نوشہرہ سے بقدر سات آٹھ کوس کے ہے اپنا
لشکرگاہ کیا - لشکر مجاہدین اور لشکر سکھون کے بیچ مین دریائے لنڈہ حائل تھا ٭

سید صاحب نے جدال و قتال شروع کرنے سے پہلے ایک اعلام نامہ تحریری دربار لاہور کو حسب قاعدۂ شریعت اس مضمون کا بھیجدیا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرو اسوقت ہمارے برابر ہو جاؤگے اور ہم بجائے جنگ و جدال کے ہر طرح سے تمہاری اعانت کرینگے جبراً کسی کو داخل اسلام کرنیکا حکم نہین ہے۔ اگر بخوشی خود تمکو اسلام منظور نہو تو (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قائم رہکر ہماری اطاعت اختیار کرکے جزیہ دینا قبول کرو اس حالت مین بھی جب تک تم مطیع رہوگے ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے کرینگے (۳) اور اگر یہ دونو امر مذکورۂ بالا تمکو منظور نہون تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ گو ہم اسوقت تعداد مین تھوڑے ہین مگر ملک یاغستان اور سارا ہندوستان راہ خدا مین جان دینے کو تیار ہے۔ اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا دوست رکھتے ہین جیسے تم شراب کو۔ دربار لاہور نے براہ نخوت اس اعلام کا کچھ جواب نہین دیا بلکہ قاصد آرندۂ اعلام نامہ کو دربار سے نکلوا دیا۔ اس سبب سے اب جنگ کی تیاری شروع ہوئی +

سردار بدھ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو بطمع زر اپنا جاسوس مقرر کرکے سید صاحب کے لشکر مین واسطے جاسوسی اور لانے خبرون کے بھیجدیا۔ قندھاریون کی ایک جماعت نے جو قریب دو سو آدمی کے آپکے لشکر مین تھی اُس جاسوس کو گرفتار کرکے سید صاحب کے حضور مین حاضر کیا۔ جب سید صاحب نے بوقت شب تنہائی مین اُسکو بیجا کر پوچھا تو اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مجھکو سردار بدھ سنگھ نے جاسوس مقرر کرکے بھیجا ہے مگر اب مین اپنی بُری نیت سے تائب ہو کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون اور اسوقت سے بجائے جاسوسی لشکر اسلام کے مین لشکر کفار کی خبرین حضور مین لایا کرونگا۔ چونکہ آپکے مزاج مین رحم بھرا ہوا تھا آپنے اُسکو معاف کرکے معرفت اللہ بخش خان جمعدار کے بوقت شب طرف لشکر سردار بدھ سنگھ کے صحیح سلامت واپس بھجوا دیا۔ دوسرے دن صبح کو **امیر خان** سردار قوم خٹک رئیس اکوڑہ سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا پہلے اُسنے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا کہ **خواص خان** پسر **فیروز خان** میرا بھتیجا جو مدت سے مجھسے مخالف ہے سردار بدھ سنگھ کو ترغیب دیکر چڑھا لایا ہے سردار مذکور اکوڑہ مین مقیم ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ ملک سمہ مین اگر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کرے سو سردار بدھ سنگھ کا ملک سمہ مین بڑھکر آنا خوب نہین ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر بندگان عالی کے نزدیک مناسب ہو تو لشکر اسلام پیش قدمی کرکے دریاے لنڈہ سے پار اُترکر اُسکے آگے بڑھنے کو مانع ہو۔ اس مصلحت کو سید صاحب نے پسند کرکے ہشت نگر سے کوچ کیا اور موضع خویشگی مین جو جانب اکوڑہ ہے قیام فرمایا۔ لیکن خویشگی ایک چھوٹا سا گانو تھا وہان ایک دو وقت کی رسد کا بہم پہنچنا بھی دشوار تھا۔ یہان

کر چکے تو جمعدار مذکور بھی حضرت سے آخری رخصت حاصل کرکے شریک سریہ ہو گیا حضرت نے جمعدار سریہ کو
یہ بھی فرما دیا کہ جب تم آگے بڑھنے لگو تو ہر ایک آدمی کو گیارہ بار سورۂ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھنے کا حکم دو۔
کل آدمی اس سریہ کے قریب نو سو (۹۰۰) کے تھے اور لشکر سردار بدھ سنگھ اس سے دس گنا یعنی نو ہزار سے بھی زیادہ تھا
جب یہ سریہ لشکر اسلام سے جدا ہونے لگا تو ہر ایک آدمی موت شہادت کا دل سے خواہاں تھا ہر آدمی نے
اپنے اپنے ساتھیوں سے اپنے قصور معاف کرا کے یہ وصیت کی تھی کہ زندگی ہے تو یہاں ورنہ میدان
محشر میں پھر ملاقات ہوگی۔ قریب آدھی رات کے یہ سریہ کنارہ دریا سے جانب اکوڑہ روانہ ہوا اُس تاریک شب
میں ملکی آدمی اُسکے رہبر تھے۔ واقع ۲۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۴۲ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۲۶ء یہ پہلی جنگ سکھوں
سے ہوئی۔ دو تین گھڑی رات باقی رہے یہ سریہ لشکر گاہ دشمن پر بمقام اکوڑہ پہنچ گیا اور وہاں جا کر دیکھا کہ
سکھوں نے اپنے لشکر کے چاروں طرف خاربندی کر رکھی ہے جب یہ سارا سریہ خاربندی دشمن تک جا پہنچا تو دفعۃً
سارے لشکر نے باآواز بلند تکبیر کہکے ایکبارگی خاربندی کے اندر حملہ کیا۔ دشمن سراسر غافل تھے آواز تکبیر نے اُنکو خواب
غفلت سے جگایا جب حملہ آور لشکر خاربندی کے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ایک سنتری نے بندوق چلائی جس سے
شیخ باقر علی عظیم آبادی سب سے اول شربت شہادت نوش کرکے زمین پر گر پڑے اُسوقت سب غازی سکھوں
کے قتل میں مصروف ہوئے۔ ملکی لوگ جو ساتھ گئے تھے لوٹ پر ٹوٹ پڑے۔ ہر ایک غازی نے بقدر ہمت و جرأت
خود داد شجاعت دیکر صدہا سکھوں کو واصل جہنم کیا چنانچہ **عبدالمجید خان** جہان آبادی کے ہاتھ سے
چودہ کافر مارے گئے۔ چودھویں وار پر اُنکی تلوار بھی ٹوٹ گئی مگر اُنہوں نے پھرتی کرکے مولوی **احمدالدین**
سے جو دو تلواریں باندھے ہوئے تھے ایک تلوار لیکر اُس سے پھر قطع و برید شروع کی چنانچہ اس دوسری تلوار سے
بھی اُنہوں نے بہت سے کافروں کو مارا **عبداللہ یا ہدایت اللہ** مخنث نے جسکا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے
سات آٹھ کافروں کو تہ تیغ کیا **اللہ بخش خان و شمشیر خان و غلام رسول خان** و حمید خان
شیخ بہدالی و علی حسن و شیخ بڈھن و شیخ رمضان نے بڑی داد شجاعت کی دی۔ یہ سب
شجاعان لشکر اسلام مثل شیر جسطرف حملہ کرتے تھے خون کی ندیاں بہا دیتے تھے۔ اُنکی آواز تکبیر سے
کافروں کو غش آ جاتا تھا لشکر کفار میں بھگی پڑ گئی غازیوں نے لشکر کفار کے توپخانہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ گولہ اندازوں کے
ہاتھ سے جلتی ہوئی مہتابی چھین لی۔ اس ہڑبڑاہٹ میں خود سردار بدھ سنگھ پھرتی کرکے اپنے خیمے سے
نکلکر بھاگ گیا۔ اسوقت ملکی لوگ کفار کا مال لے لیکر بھاگ رہے تھے جس سے ترتیب جنگ مجاہدین ابتر
ہو گئی تھی۔ سردار بدھ سنگھ نے موضع اکوڑہ میں پہنچکر نقارہ بجوانا شروع کیا۔ جسکی آواز پر پراگندہ لشکر سکھوں
کا جمع ہو گیا۔ تب سکھوں کی قواعد دان پلٹنوں نے جمع ہوکر چند باڑھیں حملہ آوروں پر ایسی ماریں کہ جنسے

ولی محمد کشمیری اقوام شیعہ کے جو سردار یار محمد خان کے نوکر اور سید صاحب کے واسطے کھانا لانے پر مقرر تھے
کھچڑی اور گنڈیریون مین زہر ہلاہل کھلایا گیا۔ تقدیر سے اُس شب کو خلاف عادت خود اُس زہر آمیز کھانے مین
سے سید صاحب نے ایک لقمہ بھی کسیکو نہین دیا سب کا سب آپ نوش جان فرما گئے۔ زہر اگرچہ قاتل تھا مگر اللہ رب العزت
نے سید صاحب کی ذات مقدس کو اُسکی قوی تاثیر سے محفوظ رکھا لیکن پھر بھی شب کو آپ سخت علیل ہو گئے
علی الصباح دونو لشکر صف آرائی کرکے سیدو کے میدان مین مقابل ہوئے۔ سردار یار محمد خان نے سید صاحب
کی سواری کے واسطے ایک لنگڑا ہاتھی بھیجا جسکے مہاوت وغیرہ آپکے درِ دولت پر حاضر ہو کر آپکے سوار ہونے کے
متقاضی ہوئے۔ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب کی خوابگاہ مین تشریف لیگئے تو دیکھا کہ
سید صاحب بیہوش پڑے ہین اور قے خود بخود آپکو جاری ہے جس سے زہر بتدریج خارج ہو رہا ہے۔ مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب سے عرض کیا کہ جنگ شروع ہو گئی اور آپکی سواری کے واسطے ہاتھی درِ
دولت پر حاضر ہے آپنے اُس تنگ حالت مین بھی یہی فرمایا کہ مجھکو ہاتھی پر سوار کرکے میدان جنگ مین پہنچا دو
چنانچہ چند آدمیون کے سہارے سے اُسی حالت مین آپ ہاتھی پر سوار ہوئے اور میدان جنگ مین پہنچے۔ صرف
چند آدمی آپکی علالت سے واقف تھے آپکے ہاتھی کو میدان جنگ مین مسلمان دیکھکر دلیر ہو گئے اور کفار پر حملے
شروع ہوئے۔ سکھون کے سنگھر یعنی خار بندی کے اندر تک حملہ کرتے ہوئے سرداران سمہ پہنچ گئے اُسوقت بنظام
درانیون (سرداران پشاور) کی فوج بھی دامن کوہ مین مسلمانون کی مدد پر حاضر تھی اور تفنگ زنی اور توپون
کی بھرمار کر رہی تھی مگر بندوق اور توپون مین خالی بارود بھری جاتی تھی گولے اور گولیان نہین ڈالی جاتی تھین
شاہزادہ گدڑی شاہ نام ایک بڑا شجاع آدمی حملہ کرتا ہوا سکھون کے خیمون تک پہنچ گیا اور وہین کام آیا۔ سمہ
کے سردار بھی اُسوقت بڑی شجاعت اور بہادری سے حملہ پر حملہ کر رہے تھے ہر طرف سے آثار فتح مسلمانون کے
نمایان تھے۔ جب جنگ خوب گرم ہوئی تو دو سوار سرداران پشاور کے لشکر سے نکل کر بے روک ٹوک
سکھون کے لشکر مین چلے گئے اور وہان کے سپہ سالار سے ملاقی ہو کر جیسے گئے تھے ویسے ہی بے گزند
واپس چلے آئے اور سرداران پشاور کے پاس جا کر کچھ اُنسے سرگوشی کی۔ اُسوقت سرداران پشاور میدان
جنگ سے مع لشکر و اتواپ خود فرار ہو گئے۔ جب سرداران سمہ نے درانیون کو بھاگتے دیکھا وہ بھی دل شکستہ
ہو کر بھاگنے لگے اب ساری جنگ بیچارے ہندوستانیون کے سر آپڑی وہ اُسوقت اپنے مقدور بھر خوب
دل توڑ کر لڑے۔ جب سکھون کو حسب اشارہ درانیون کے سید صاحب کا ہاتھی معلوم ہو گیا تو انہون
نے اُس لنگڑے ہاتھی کو اپنی کل توپون کا نشانہ بنا لیا صدہا گولے شنین شنین کرتے ہوئے ہاتھی کے ادھر ادھر
کے آس پاس جاتے تھے مہاوت بھی جو غالباً رازدار دغابازی کے تھے ہاتھی کو میدان جنگ سے نہ ہٹاتے

تھے اُسوقت مجبور لوگون نے سید صاحب کو ہاتھی سے اُتار کر گھوڑے پر چڑھا لیا - اِس دغابازی کے سبب سے لشکر اسلام تتر بتر ہوگیا اور میدان جنگ سکھون کے ہاتھ رہا سید صاحب پر برابر بیہوشی اور غشی جاری تھی اُسوقت بصلاح سردار فتح خان کے سید صاحب کو موضع چنڈلئی مین لیگئے کچھ عرصہ تک آپ اُس گانوین مقیم رہے - زہر کھانے کی تاریخ سے آٹھوین روز آپکو ہوش آیا اُسوقت آپنے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے سب حال دریافت فرمایا مولانا ممدوح نے کل کیفیت زہر خورانی اور دغا سردار یار محمد خان اور فرار سرداران سمہ اور ابتری لشکر مجاہدین کی مفصل آپ سے عرض کی - آپنے ارشاد فرمایا کہ سب مجاہدین کو ایک جا جمع کرلو اور جو کچھ مجھپر گذرا وہ بسبب مواخذہ بعض میری خطاؤن کے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے اُن خطاؤن سے مجھکو پاک کردیا تم سب مجاہدین کو تسلی دیکر کہو کہ اس تکلیف کے بعد اللہ رب العزت بہت راحت دیگا اور جن لوگون نے مجھکو زہر دیا وہ بھی حکمت سے خالی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے میرے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کو مجھ پر جاری کرادیا - اُسکے بعد سید صاحب نے جناب باری مین بہت الحاح اور زاری سے دعا کی - موضع چنڈلئی سے آخوند میر آپکو موضع مکڈرسی مین لیگئے اسی جگہ پر ولی محمد اور نذر محمد کشمیری جنہون نے آپکو زہر دیا تھا گرفتار ہوکر آپکے سامنے لائے گئے مگر آپنے براہ حلم و ترحم بزرگانہ کے اُنسے کچھ مواخذہ نہین کیا بلکہ جب دوسرے لوگ اُنکے قتل پر مستعد ہوے تو آپنے مخفی طور پر بوقت شب اُنکو فرار کرادیا ٭

سردار یار محمد خان وغیرہ کی اس دغابازی کے بعد باتفاق تمامی علماء و روسائے ہندوستانی اور ولایتون کے ایک فتویٰ اوپر ثبوت نفاق سرداران مذکور کے بدلائل شرعی تحریر ہوکر اُسپر مُہرین ثبت ہوئین اور ایسے منافقون کا خون بحل کیا گیا - اس لڑائی کے بعد بھی بوجہ تنگی خرچ غازیون پر سوائے بے خانمانی کے فاقہ کشی کی سخت تکلیف تھی - سردی کا موسم تھا ملک مین برف پڑرہی تھی غازیون کے پاس نہ رہنے کو مکان تھا نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ کھانے کو کوئی چیز تھی اکثر چار چار فاقے کرڈالکے پڑکر کسی دن کسی گانوُن مین دعوت ہوگئی یا کسی درخت کی پتیان اُبالکر اور نمک ملاکر بھوک کو دبا دیا مگر اسپر بھی بوجہ جوش ایمانی ہر ایک غازی نہایت شادان اور فرحان اور صابر و شاکر تھا - بعض دن فی غازی ایک ایک مُٹھی جوار کی ملتی جسکو پیسکر بطور نشاستہ پانی مین جوش کرکے اور نمک ملاکر پی لیتے اور اُسکو دُنیا کی ہزارون نعمتون سے بہتر سمجھکر شکر اور حمد باری تعالیٰ زائد از حد کرتے تھے سید صاحب نے لشکر کی یہ کیفیت تنگی گذران کی دیکھکر واسطے فراخی رزق مؤمنین کے دعا کی جسکی برکت کے سبب جب آپ مع لشکر موضع نواکئی مین پہنچے تو اُس ملک کے لوگون نے کھانے اور کپڑے وغیرہ سے حتی المقدور خود مجاہدین کی خوب تواضع کی اور گھر گھر پیچھے مجاہدین کو تقسیم کردیا غرض یہان سے چلکر آپنے ملک بُنیر اور سوات کا خوب دورہ کیا قریب تمام کے یہ دونو ملک آپکے حلقۂ بیعت مین داخل ہوگئے

درانیون مین سے ہتیار سے تمہارا مقابلہ کرے اُسکو قتل کردو اور جو کوئی امان طلب کرے اُسکو چھوڑدو اور جو بھاگ جاے اُسکا تعاقب نکرو۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بڑی دانائی سے اپنے سریہ کو لیکر دشمن کے میمنہ پر بقدر فاصلہ ایک گولی کی مار کے پہنچگئے وہانسے صرف سوارون کو ایک دوسرے کے پیچھے کرکے اپنے ساتھ لیئے ہوے آپ آگے بڑھے۔ جب آپ مین دشمن کے لشکر پہنچ گئے اُسوقت سنتھری نے آپکو للکارا آپنے کچھ جواب نہین دیا دوسری بار للکارا پھر بھی آپ نے کچھ جواب نہین دیا تیسری للکار کا جواب نہ پانے پر سنتھری نے اپنی بندوق کو سر کرکے شور مچایا اور اپنے لشکر کیطرف بھاگا اُسوقت مولانا نے مع اپنے ساتھیون کے بآواز بلند تکبیر کہکر حملہ کیا اور توپون پر جا پہنچے گولہ انداز نے مہتابی روشن کرکے چاہا کہ توپ چلائے مولانا نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر فرمایا کہ توپ کو دُرّانیون کے لشکر کی طرف پھیردو اُسنے مارے خوف کے آپکے حکم کی تعمیل کی۔ اسکے بعد آپنے دوسری توپ پر بھی قبضہ کرلیا اور گولہ انداز کو تلوار سے مردار کردیا۔ جب دشمن کے لشکر مین بھگی شروع ہوئی تو کانون کی طرف سے سید صاحب بھی مع اپنے لشکر کے آن پہنچے دونو طرف سے مبارکباد و فتح کی آوازین بلند ہوئین اور سجدات شکر ادا کیئے گئے۔ اِس عرصے مین صبح صادق نمودار ہوگئی دُرانیون نے اپنے لشکرگاہ سے بھاگ کر ایک مستحکم ٹیلے پر مورچال بناکر پناہ پکڑی ادھر سے بھی ایک بلند جگہ پر مورچال تیار کرکے اُسمین توپین لگادی گئین۔ آدھے لشکر نے سید صاحب کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کی اور آدھا لشکر دشمن کے مقابل رہا بعد ادائے نماز کے یہ حصہ لشکر کا دشمن کے مقابلہ پر قائم ہوگیا اور باقی آدھے لشکر نے اپنی نماز ادا کرلی اُسدن صبح سے شام تک یہ جنگ رہی۔ رات کے حملے مین یا دنکو سید صاحب کی طرف کا ایک آدمی بھی مجروح یا مقتول نہین ہوا مگر توپ کے گولون سے دشمن کی طرف کا بہت نقصان ہوا۔ نماز ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا بھی نوبت بہ نوبت جماعت ادا ہوئین۔ شام کے وقت کچھ کمکی فوج اور شاہین دشمن کی مدد کو پہنچ گئین مگر توپون نے سب کو ٹھنڈا کردیا اور کسیکی چلنے ندی لیکن افسوس کہ سردار **عالم خان** رئیس اتمان زئی اور اہل خیبر جنہون نے سید صاحب کی مدد کا عہد وپیمان کیا تھا دُرانیون سے ملگئے اب سید صاحب کو منظور ہوا کہ اسی رات کو فوج مجاہدین براہ جلالہ اپنے مقام کو ایسے طور پر واپس چلی جائے کہ دشمنون کو اطلاع نہونے پائے سید صاحب نے سردار عالم خان منافق رئیس اتمان زئی کو طلب کرکے فرمایا کہ سعید خان برادر یار محمد خان جو دوآبہ سے دُرانیون کی مدد کو آتا ہے اُسپر شبخون بھیجنا چاہیئے اور یہان درانیون کے مورچال کے عقب سے بھی ایک شبخون کی تیاری کرنی چاہیئے تم کچھ اپنے آدمی بھی ان دونو سردارون کی رہبری کے واسطے ساتھ کردو۔ عالم خان جو درانیون سے ملا ہوا تھا فوراً درانیون کے پاس گیا اور کہا کہ آجکی رات سید بادشاہ کے دو شبخون آوینگے تم ہوشیار ہو جاؤ ادھر اپنے مورچال سے بوقت

باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہوجاوینگے تو مین خلیفہ صاحب کے ہاتھ
پر فوراً مسلمان ہوجاؤنگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کرون اگر بوقت
آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کرینگے تو انشاءاللہ تعالی بعد سُننے اُنکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا وصدقنا
کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی۔ پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتین جو مین نے عرض کی
ہین خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کردینا مولوی صاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے مین خود ایک
ایک لفظ ان سوال و جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو مولوی گذارش کرونگا پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالون
کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچایا ہوگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کردینا ہے
جواب بھیجنا نہ بھیجنا اُنکے ہاتھ مین ہے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہین ویسے
ہی ہم نصرانی بھی ہین یا کچھ فرق ہے مولوی صاحب نے فرمایا ہان کفر مین دونو برابر ہین پھر انٹورا صاحب نے
کہا کہ ملک ہندوستان مین خلیفہ صاحب کے لاکھون مریدجان نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور
اسوقت تمام ہندوستان نصرانیون کے قبضہ مین ہے۔ پھر جب سکھ اور نصرانی دونو کفر مین برابر ہین تو خلیفہ
صاحب نے اپنے لاکھون مریدون کو جمع کرکے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیون نہین کیا ناحق
اتنی محنت اور مشقت سفر دور و دراز کی اُٹھا کر یہان سکھون سے لڑنے کو آئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار
انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہین روکتی ہر مذہبی امر مین ہمکو پوری آزادی دے رکھی
ہے برخلاف سکھون کے کہ انہون نے لاکھون مسلمانون کو ذلیل کرکے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا
ہے اگر کوئی مسلمان عید بقر عید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اسکو جان سے مار ڈالے یہی
سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزون کو چھوڑ کر سکھون سے جہاد کرنے کو آئے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپنے
میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کرسکوگے۔ مولوی
صاحب نے فرمایا انشاءاللہ تعالی اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا۔ جب بات یہانتک پہنچی تو انٹورا صاحب نے
کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت مین آپکو بلاؤنگا۔ مولوی صاحب وہان سے رخصت ہوکر حکیم عزیز الدین
صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہین دوپہر کا کھانا تناول فرماکر نماز مغرب تک وہین متوقف رہے
بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے۔ دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نومسلم نے خفیہ مولوی خیرالدین
صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی مین بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرانسیس افسر
اور امیر خان برادر خادے خان ایک جگہ جمع ہوکر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیرالدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی
طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہین دیتا اسواسطے پنجابر پر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی ہے فوج کا

چند روز کے بعد یہ صاحب بھی ... زیادہ ہوگئی خیال غیبوبت ... دونون کے دلون سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحب نے سے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی بلیہ شہادت کو تسلیم کیتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہو سکی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحب اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہوگئے
اور پھر وہان سے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے - جسوقت کہ یہ آپکے حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیرالدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوئے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیرالدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کر دی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد اور احفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہوگیا مگر ڈیڑھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیرالدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کر کے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اُسی کوہستان مین لکیر کے فقیر ہوئے پڑے ہین - اس وقوعہ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر سنہ ۱۲۵۶ھ مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخرکار سنہ ۱۲۶۵ھ
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نرہا ٭ بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدہ فتح پنجاب کے

چند روز کے بعد سارا شہر بھی [illegible] بھی زیادہ ہو گئی خیال غیبوبت [illegible] دونون کے دلون سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ نے سے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی بلیہ شہادت کو تسلیم کیتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہو سکی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحب اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہو گئے
اور پھر وہان سے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے - ٹونک جب آپکے حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیرالدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیرالدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کردی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد و اولاد احفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہو گیا مگر ڈیڑھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیرالدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کرکے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اُسی کوہستان مین لکیر کے فقیر ہوے پڑے ہین - اس وقوعہ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر ۱۸۴۰ء مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار ۱۸۴۵ء
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نرہا ❊ بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدۂ فتح پنجاب کے

الہام کا آپکو ایسا وثوق تھا کہ آپ اسکو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار بار فرماتے اور اکثر مکتوبات مین لکھا کرتے تھے کہ اس الہام مین وسوسہ شیطانی اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہین ہے۔ ملک پنجاب حضور کے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھکو موت نہوگی۔ لیکن معاملہ بالاکوٹ خواہ شہادت ہو یا غیبوبت بظاہر سراسر اس یقینی الہام کے خلاف ہوا۔ اب اسکا جواب یہی ہے کہ از روئے اصول شریعت محمدی کے الہام ایک ظنی چیز ہے اور اسکی تاویلون وغیرہ مین سو طرح کی غلطیون کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اس واقعہ کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھون کے ہاتھ سے نکلکر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لامذہب قوم کے ہاتھ مین آگئی کہ جسکو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کرسکتے ہین اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور مین آئی * بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جسقدر سیف و سنان کا کام لیا تھا اُس سے زیادہ قلم اور زبان سے آپنے کام لیا۔ بخارا اور کاشغر اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر و کاغان وغیرہ کل مسلمان امرا اور روساے و رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپکے شریک ہو چکے تھے ایسی کارروائیون سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاتب تقدیر نے پنجاب کی فتح مدکی اور پھیرو کی لڑائی کے ساتھ ایک دوسری عادل قوم کے نام نہ لکھ رکھی ہوتی تو مدت ہوئی ہوتی کہ پنجاب مین ڈنکہ اسلام کا بج گیا ہوتا *

اس عجیب سوانحہ اور مکتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہوگا کہ سید صاحب کا سا صاحب باطن متوکل صابر شاکر زاہد صاحب حوصلہ صاحب تاثیر رحیم فیاض اولو العزم اور شجاع غرض ولی اللہ کامل اور اولو العزم سپاہی چند صدیون گذشتہ سے مسلمانون مین پیدا نہین ہوا تھا۔ اگر تقدیر اسکی یاوری کرتی تو اسکی کوشش سے مسلمانون کے دلون کو مدت ہوئی کہ بدل گئے ہوتے۔ مگر جیسے سچے یقینی فتح کے اسکو بالاکوٹ مین ہزیمت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہو۔ بنظر انصاف اس سوانحہ اور مکتوبات منسلکہ کو ملاحظہ کرنیکے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اُس بزرگ کو سوائے اعلائے کلمۃ اللہ اور اجرائے سنت رسول اللہ کے اور کوئی دنیوی غرض نہ تھی وہ امارت اور حکومت اور سلطنت اور نام و نشان کا ہرگز متمنی نہ تھا۔ اسکے عالی حوصلے کے آگے بڑی بھاری سلطنت کا کسیکو عنایت کردینا اور بڑے بڑے مجرمون اور دشمنون کو صرف انکی زبانی تائب ہونے پر ایکقلم معاف کردینا اور انتقام نہ لینا کچھ بڑی بات نہ تھی۔ توکل اور صبر اور استقامت وغیرہ کل فضائل کا یہ بزرگ مبتلا تھا۔ جب سات سو آدمیون کو لیکر یہ ملک عرب کو گیا اسکے پاس ایک حبہ موجود تھا مگر اسکے صادق یقین نے اسکے دو برس کے لیے اور دریائی سفر مین اسکا کوئی کام اڑنے نہین دیا جسقدر کی